شعبہ تعلیم: لجنہ اماء اللہ برطانیہ

حصہ تعلیمی نصاب برائے مہینہ اکتوبر 2023

سبق کے مقاصد: * سورۃالتکویر۔آیات 1 تا 30 کی تشریح اور اہم نکات سمجھنا۔

۔ سورۃالتکویر۔آیات 1 تا 30 کے اہم نکات تعلیمی نصاب صفحہ 262 تا 280

آیت 2: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو سورج قرار دیا ہے۔۔۔پس جب خدا نے یہ فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب کہ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا تو اُس کے معنی یہ تھے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب رسول کریم ﷺ کی اتباع کو ترک کر دیا جائے گا۔لوگ اپنی اپنی رائے پر عمل کریں گے اور رسول کریم ﷺ سے مسلمان بیزار ہو جائیں گے۔قلبی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر وہ رسول کریم ﷺ کی اقتداء اور متابعت کی کوئی ضرورت نہیں سمجھیں گے اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے منہ پھیر لیں گے۔غرض وہ روحانی سورج جو دنیا کو روشنی پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اس کی اتباع کو ترک کر دیا گیا ہے۔
۔۔۔اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب سورج اندھیر ہو جائے گا یعنی اسے گرہن لگے گا۔یہ وہی پیشگوئی ہے جس کا حدیثوں میں ذکر آتا ہے کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں۔جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں کسی شخص کے زمانے میں وہ نشان ظاہر نہیں ہوئے یعنی چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو رمضان میں چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو اسی رمضان میں سورج گرہن لگے گا۔

آیت 3: اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب پہاڑ اپنی جگہ سے چلائیں جائیں گے یعنی پہاڑوں کو اُڑا اُڑا کر رستے بنائے جائیں گے۔۔۔

آیت 5:۔۔ (ا) اونٹ کو بیکار کرنے والی سواریاں نکل آئیں گی جس سے ایسی اونٹنیوں کی قیمت بھی کہ دس ماہ کی گابھن ہوں اور جلد بچہ دینے والی ہوں گر جائے گی اور لوگ اُن کو چھوڑ دیں گے (۲) یا یہ کہ اس قدر تیز سواریاں نکل آئیں گی کہ ان کی وجہ سے ہر قسم کی غذائیں عرب میں پہنچنے لگیں گی اور اونٹ کے دودھ کی چنداں ضرورت نہ رہے گی جس کی وجہ سے جنی ہوئی اور جننے کے قریب پہنچی ہوئی اونٹنی کی قدر پہلے جیسی نہ رہے گی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ میں یہ دونوں باتیں پوری ہو چکی ہیں۔سواری کے لئے دخانی جہاز، ریل موٹر اور ہوائی جہاز ایجاد ہو چکے ہیں اور ان نئی ایجادات کی وجہ سے عرب میں جہاں اونٹوں پر سفر کیا جاتا تھا وہاں اب موٹروں پر سفر کیا جاتا ہے۔

آیت 7: دریاؤں کا پھاڑنا دو طرح ہو سکتا ہے اوّل اس طرح کہ اس کا پانی کسی اور طرف لے جایا جائے دوسرے اس طرح کہ اس میں کوئی اور پانی ملا دیا جائے۔پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ یا تو دریا نہریں نکال نکال کر خشک کر دیئے جائیں گے یا دریاؤں میں اور پانی ملا کر ان کو بڑھا دیا جائے گا۔۔۔اس آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ سمندر آپس میں ملا دیئے جائیں گے جیسے نہر سویز کے ذریعے

سے قلزم اور روم کو یا نہر پانامہ کے ذریعے سے دو امریکن سمندروں کو آپس میں ملا دیا گیا۔

آیت 8: اِس آیت میں رسل ورسائل اور سفر کی آسانیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں بعض ایسی چیزوں کی ایجاد عمل میں آجائے گی جن سے لوگ ایک دوسرے سے بالکل قریب ہو جائیں گے۔ اِسی طرح اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ مختلف قسم کے نفوس مل جائیں گے اور وہ اپنی اپنی الگ سوسائیٹیاں بنائیں گے چنانچہ دیکھ لو کہیں لیبر پارٹی بنی ہوئی ہے اور کہیں فاشسٹ پارٹی بنی ہوئی ہے۔ کہیں کمیونسٹ پارٹی بنی ہوئی ہے اور کہیں سوشلسٹ پارٹی بنی ہوئی ہے۔

آیت 11:۔۔۔ پہلے معنی یہ تھے کہ صحیفے پھیلائے جائیں گے یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے لئے مطابع نکل آئے ہیں۔ دوسرے معنی اس کے یہ تھے کہ صحیفے کھولے جائیں گے یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے کیونکہ کتابوں کے پڑھنے کا رواج موجودہ زمانہ میں بڑھ گیا ہے۔ پھر بڑی بڑی لائبریریاں کھل گئی ہیں۔۔۔ غرض کتابیں بجائے بند رہنے کے کھل گئی ہیں اور علم کا چرچا دنیا میں چاروں طرف ہو گیا ہے۔

آیت 13: جہنم کے بھڑکائے جانے کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ اُس زمانہ میں گناہ کی زیادتی ہو جائے گی۔ ایک معنی یہ ہیں کہ گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے اُس زمانہ میں دوزخیوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اس وقت خدا تعالیٰ کا ایک نبی آئے گا جس کی مخالفت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھے گا۔ پس اس آیت میں ایک لطیف اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے کہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا ایک مامور آئے گا کیونکہ جب اس کی طرف سے کوئی مامور آتا ہے تو اس کے آنے کے ساتھ جہاں مومنوں کے لئے رحمت کے دروازے کھلتے ہیں وہاں کفار کے لئے عذاب کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔

آیت 17: یعنی اول مسلمان مغربیت سے ڈر کر میدان سے بھاگ جائیں گے اور غلط راستہ اختیار کر لیں گے پھر اس کے ساتھ ہی عقل و دانش کو ترک کر کے رسمی اسلام کو بھی پیش کرتے رہیں گے۔ یہ نقشہ لفظاً لفظاً اِس وقت کے مسلمانوں پر چسپاں ہوتا ہے وہ اسلام کی تعلیم کو چھوڑ چکے ہیں مگر باوجود اس کے اسلام پر چلنے کے دعویدار بھی ہیں۔

آیات 19-18: پہلی آیت میں جو بھیانک نقشہ اس زمانہ کے مسلمانوں کا کھینچا گیا تھا اور جسے دیکھ کر تباہی کے سوا کوئی انجام نظر نہیں آتا تھا، اب ان آیات میں تسلی دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تاریکی کا دور دائمی نہ ہوگا۔ رات کا جانا اور صبح کا آنا تنزّل کے دور کے خاتمے اور ترقی کے نئے دور کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔

آیت 20:۔۔۔ پس مفسرین نے تو اس سے جبریل مراد لیا مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں اس لفظ کا استعمال رسول کریم ﷺ کے متعلق اس قدر کثرت سے کر دیا کہ اب رسولِ کریم کے الفاظ دیکھنے کے بعد کسی کا ذہن جبریل کی طرف منتقل ہی نہیں ہو سکتا۔

آیت 24: جب محمد رسول اللہ ﷺ کا دورِ نبوت ایک لمبے عرصہ تک کے لئے ہے تو وہ اس لمبے عرصہ کے متعلق پیشگوئیاں کیوں نہ

کرے۔ وہ اپنے دعویٰ کی وجہ سے مجبور ہے کہ جو باتیں تم کو دُور اور خلافِ عقل نظر آتی ہیں اُن پر روشنی ڈالے کیونکہ وہ باتیں اس کے زمانۂ بعثت کے اندر شامل ہیں تمہارے لئے وہ زمانۂ غیب ہے لیکن اُس کے جہان پر وہ ظاہر ہے اور اس کی دنیا کے لئے بطورِ افقِ مبین کے ہے جسے وہ دیکھ رہا ہے اور جن خبروں کو وہ بتا رہا ہے وہ مشرق سے تعلق رکھتی ہیں۔

آیات 27-26: سچے مدعی کی تعلیم میں کوئی اخفا نہیں ہوتا وہ کھلم کھلا اپنی باتوں کو پیش کرتا اور ساری دنیا کو پکار کر کہتا ہے کہ اگر تم نے کوئی اعتراض کرنا ہے تو آؤ اور اعتراض کرو، میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ شیطان رجیم میں یہ جرأت کہاں ہو سکتی ہے؟ شیطان بزدل ہوتا ہے مگر مومنوں کے اندر اقدام پایا جاتا ہے۔ شیطان بدی کی طرف لے جاتا ہے اور اُن میں نیکی کا مادہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ شیطان بے اصول ہوتا ہے مگر اُن کے سامنے معیّن پروگرام ہوتا ہے جو اُن کی کامیابی کا ضامن ہوتا ہے۔ شیطان چھپ چھپ کر باتیں کرتا ہے اور وہ علی الاعلان باتیں کرتے ہیں۔ پھر تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ یہ کلام جو محمد رسول اللہ ﷺ پیش کر رہے ہیں یہ شیطانِ رجیم کا کلام ہے۔

آیت 28: قرآن کے مخاطب صرف مکہ والے نہیں ہیں بلکہ وہ بھی ہیں جو تیرہ سو سال بعد آئیں گے اور وہ بھی ہیں جو قیامت تک آئیں گے۔ تم تو مکہ کے کنوئیں کے مینڈک ہو تم یہ بات کہاں سمجھ سکتے ہو کہ قرآن صرف مکہ کے لئے نہیں ہے، صرف عرب کے لئے نہیں بلکہ وہ ساری دنیا اور قیامت تک آنے والے سب زمانوں کے لئے ہے۔ اِس لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو وہ باتیں بھی بیان کرنی پڑتی ہیں جو اگلے زمانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ تم ان باتوں پر ہنستے ہو مگر اس کی وجہ یہی ہے کہ تمہاری نظر وسیع نہیں۔ تم اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ قرآن کو ہم نے تمام دنیا کی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں آئندہ زمانوں میں رُونما ہونے والے واقعات کے متعلق بھی خبریں موجود ہوں۔

آیت 30: یہ وہ مضمون ہے کہ دنیا میں دو زمانے آیا کرتے ہیں ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جب افراد کے سامنے ہدایت موجود ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اس ہدایت کی طرف توجہ کریں یا نہ کریں۔ لیکن دوسرا زمانہ وہ ہوتا ہے جب ہدایت کلی طور پر دنیا سے مٹ جاتی ہے اور بحیثیت قوم دین پر زوال آجاتا ہے ایسے وقت میں افراد کے دل میں صحیح طریق کی طرف رغبت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ آخر کسی چیز کی طرف رغبت اچھے نمونہ کو دیکھ کر ہوتی ہے۔